خواجہ حیدر علی آتش

(۱۷۶۴ء-۱۸۴۶ء)

NOT FOR SALE
PCTB

خواجہ حیدر علی، جو آتش تخلص کرتے تھے، کا تعلق دِلّی کے ایک معزّز خاندان سے تھا۔ ان کے والد نواب شجاع الدّولہ کے عہدِ حکومت میں ترکِ سکونت کر کے فیض آباد چلے گئے۔ اس زمانے میں اودھ کا دارالحکومت فیض آباد تھا، لکھنؤ بعد میں ہوا۔ صِغر سنی میں والد کا سایہ سر سے اُٹھ گیا تو انھوں نے روایتی تعلیم کو خیر باد کہ دیا اور مزاج میں بانک پن آ گیا۔ ذریعۂ معاش کی ضرورت محسوس ہوئی تو ایک نواب کی ملازمت اختیار کر لی اور انھی کے ساتھ فیض آباد سے لکھنؤ آ گئے۔ یہ وہ زمانہ ہے جب شعر و شاعری کا بڑا چرچا تھا، خصوصاً لکھنؤ میں بڑی گرم بازاری تھی، یہ بھی اسی رنگ میں رنگے گئے۔ شعر و شاعری میں نام پیدا کرنے کا شوق ہوا تو مصحفی کے شاگرد ہو گئے اور چند ماہ کی محنت سے ایسی مشق بہم پہنچائی کہ خود صاحب طرز شاعر ٹھہرے اور دُور و نزدیک اُن کا شہرہ ہو گیا۔

خواجہ حیدر علی آتش نے اپنی ساری عمر وضع داری میں بسر کی۔ ان کی زندگی بڑی سادہ تھی مگر زندگی بتانے کا ایک خاص قرینہ اور ڈھب تھا اور وہ آزاد مزاج اور لااُبالی پن کے حامل واقع ہوئے تھے۔ ہمیشہ سپاہیانہ وضع قطع میں رہتے تھے اور بانک پن کے ساتھ میان میں تلوار باندھے رکھتے تھے، یہاں تک کہ مشاعروں میں بھی تلوار باندھ کر جاتے تھے۔ قناعت پسند ایسے تھے کہ کبھی کسی نواب یا امیر کی خوشامد نہیں کی البتہ اُن کے شاگرد، جن کی تعداد کافی تھی، کبھی کبھی ان کے ساتھ سلوک (رقمی مدد) کرتے تھے۔

یہ وہ زمانہ ہے جب شعر و شاعری کے حوالے سے لکھنؤ دو طبقوں میں بٹا ہوا تھا: ایک طبقہ جانب دارانِ ناسخ کا تھا اور دوسرا طبقہ جانب دارانِ آتش کا۔ ان کے آپس میں مقابلے ہوتے رہتے تھے جن سے اردو شاعری کو یہ فائدہ پہنچا کہ دونوں استادانِ فن مقابلے کے خیال سے طبیعت پر زور دے کر شعر کہتے تھے اور ان کی لطیف پیرائے میں نوک جھونک بھی ہوتی رہتی تھی مگر تہذیب کے دائرے سے کبھی باہر نہ نکلتے تھے، جیسا کہ آتشؔ کی شاملِ کتاب معروف غزل کے مقطع کا اشارہ بھی امام بخش ناسخؔ کی جانب ہے:

یوں مدّعی حسد سے نہ دے داد تو نہ دے
آتشؔ غزل یہ تو نے کہی عاشقانہ کیا

غزل

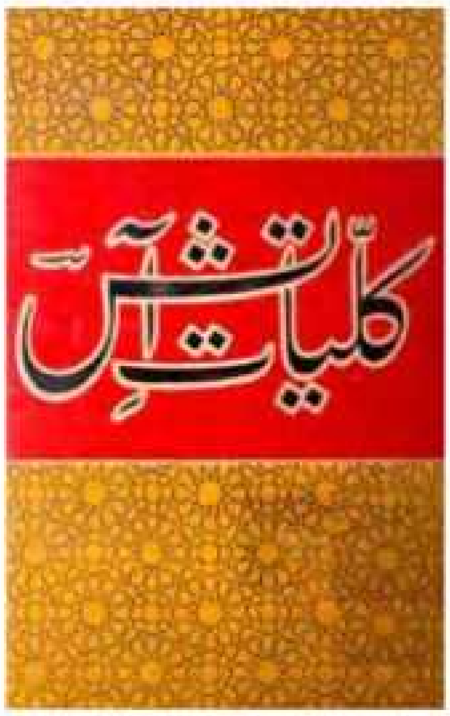

مقاصدِ تدریس:

۱۔ طلبہ کو اُردو غزل کے مضامین اور موضوعات کے بارے میں بتانا۔

۲۔ طلبہ کو یاد کرانا کہ غزل علائم و رموز (اشارہ، کنایہ) کی زبان ہوتی ہے۔

۳۔ طلبہ کو خواجہ حیدر علی آتش کے زمانے تک اُردو غزل کے ارتقا سے آگاہ کرنا۔

۴۔ طلبہ کو خواجہ حیدر علی آتشؔ کے اسلوبِ بیان اور اُن کی شعری خصوصیات سے آگاہ کرنا۔

۵۔ طلبہ کو ضرب المثل کے معنی و مفہوم سے آگاہ کرنا اور غزل کے اشعار کی تشریح کرنے کے بارے میں بتانا۔

سن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا
کہتی ہے تجھ کو خلقِ خدا غائبانہ کیا

زیرِ زمیں سے آتا ہے جو گُل سو زر بکف
قاروں نے راستے میں لُٹایا خزانہ کیا

اُڑتا ہے شوقِ راحتِ منزل سے اسپِ عُمر
مہمیز کہتے ہیں کسے اور تازیانہ کیا

طبل و عَلَم ہی پاس ہے اپنے نہ ملک و مال
ہم سے خلاف ہو کے کرے گا زمانہ کیا

بے تاب ہے کمال ہمارا دلِ حزیں
مہماں سرائے جسم کا ہو گا روانہ کیا

یوں مُدّعی حسد سے نہ دے داد تو نہ دے
آتشؔ غزل یہ تُو نے کہی عاشقانہ کیا

(کلیاتِ آتشؔ)

NOT FOR SALE PCTB

مشق

۱ خواجہ حیدر علی آتش کی اس غزل کے متن کے پیش نظر مختصر جواب لکھیں۔

(الف) زیرِ زمیں سے جو گُل بھی آتا ہے وہ زربکف کیوں ہوتا ہے؟

(ب) اسپِ عمر مہمیز اور تازیانے کے بغیر ہی کیوں اڑا جاتا ہے؟

(ج) طبل و عَلَم اور ملک و مال کن لوگوں کے پاس ہوتا ہے؟

(د) ہمارا دلِ حزیں کیوں کمال بے تاب ہے؟

(ہ) شاعر غزل کے مقطع میں کس سے غزل کی داد پانے کا خواست گار ہے؟

۲ غزل کے متن کو مدِ نظر رکھ کر کالم (الف) میں دیے گئے الفاظ کو کالم (ب) کے متعلقہ الفاظ کے ساتھ ملائیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)
خلقِ خدا	داد
گُل	تازیانہ
قاروں	عاشقانہ
اسپِ عمر	غائبانہ
مہمیز	زربکف
مدعی	راحت منزل
غزل	خزانہ

NOT FOR SALE PCTB

۳ درج ذیل الفاظ کا دُرست تلفّظ اِعراب لگا کر واضح کریں۔

خلقِ خدا	زربکف	مہمیز	طبل و علم	مدعی	رُستم

ضرب المثل

ضرب کے معنی ہیں بیان کرنا اور مثل کے معنی ہیں مثال۔ چناں چہ ضرب المثل کے معنی ہوئے مثال دے کر بیان کرنا۔ مگر یہ مثالیں عام نہیں، خاص ہوتی ہیں اور مثل کے چند لفظوں میں ایک پوری کہانی، ایک پورے قصے یا واقعے کا حوالہ ہوتا ہے جسے اس جیسے کسی اور موقع پر دہرایا جاتا ہے اور وہ چند الفاظ سُن یا پڑھ کر پورا قصہ ذہن میں آجاتا ہے۔ ضرب المثل کو اُردو میں کہاوت بھی کہتے ہیں۔ دنیا کی کوئی زبان ایسی نہیں اور قوموں کا کوئی درجہ ایسا نہیں جس میں ضرب المثل کا رواج نہ ہو۔ اُردو زبان چوں کہ کئی زبانوں سے مل کر بنی

ہے اس لیے اُردو میں ضرب المثل کا ذخیرہ بھی بہت زیادہ ہے۔ روز مرّہ گفت گو میں استعمال ہونے والی چند ضرب الامثال یہ ہیں:

- اُلٹے بانس بریلی کو
- بوڑھی گھوڑی لال لگام
- چور کی ڈاڑھی میں تنکا
- زبانِ خلق کو نقارۂ خدا سمجھو
- ایک ایک، دو گیارہ
- ایک انار، سو بیمار

۴ اپنے استادِ محترم سے مذکورہ ضرب الامثال کا مفہوم معلوم کریں اور یہ سمجھیں کہ انھیں کن موقعوں پر استعمال کیا جاتا ہے۔

غزل کے شعر کی تشریح کرنا

غزل کے شعر کی تشریح کرنا نظم کے شعر کی تشریح سے مختلف ہوتا ہے۔ نظم کے تمام شعر مل کر ایک مفہوم دیتے ہیں جب کہ غزل کا ہر شعر ایک علیحدہ اکائی کی حیثیت رکھتا ہے اور ہر شعر کا مفہوم جداگانہ ہوتا ہے۔ چناں چہ غزل کے شعر کی تشریح کرتے وقت درج ذیل باتوں کا خیال رکھنا چاہیے:

- تشریح آسان الفاظ میں، بول چال کی زبان میں اور رواں ہونی چاہیے۔
- شاعر نے شعر میں اگر کوئی تشبیہ یا استعارہ، کنایہ، تلمیح یا کوئی صنعت لفظی یا معنوی استعمال کی ہے تو اس کی وضاحت ہونی چاہیے۔
- شاعر کا شعری مزاج اور اسلوب پیشِ نظر رہنا چاہیے۔

خواجہ حیدر علی آتش کے ایک شعر کی تشریح ملاحظہ کریں:

زیرِ زمیں سے آتا ہے جو گُل سو زر بکف
قاروں نے راستے میں لٹایا خزانہ کیا

مفہوم: زمین میں سے جو پھول بھی اُگتا ہے وہ لازماً زرِ گل لیے ہوتا ہے۔ کہیں اس کی وجہ قارون کا خزانہ تو نہیں؟

تشریح: زیرِ تشریح شعر کے پس منظر میں "گنجِ قارون" یا "قارون کا خزانہ" ایک معروف تلمیح ہے۔ روایت ہے کہ حضرت موسیٰؑ کے زمانے میں ایک انتہائی مال دار مگر بخیل شخص تھا۔ جس کے ہاتھ کہیں سے پارس پتھر لگ گیا تھا، جس کی وجہ سے اس کے پاس اتنا سونا اکٹھا ہو گیا تھا کہ اس کے خزانوں کی چابیاں ستر اونٹوں پر لادی جاتی تھیں۔ حضرت موسیٰؑ نے اسے کہا کہ تم زکوٰۃ دو مگر اس نے انکار کر دیا تو وہ حضرت موسیٰؑ کی بددعا پہ اپنے سونے کے خزانوں سمیت زمین میں دھنس گیا۔

شاعر (آتش) نے اس تلمیح سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ قارون کے سونے کے خزانے نے زیرِ زمین جا کر بھی چین نہیں لیا اور وہ زرِ گل کی صورت میں زمین سے باہر آ رہا ہے اور ہر پھول اپنی ہتھیلی میں زرِ گل (زردانے) پکڑے ہوئے زمین باہر نکلتا ہے۔ اس انوکھے خیال کو مرزا غالب نے کچھ یوں بیان کیا ہے:

سب کہاں کچھ لالہ و گُل میں نمایاں ہو گئیں
خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہو گئیں

NOT FOR SALE
PCTB

شاعر کے کہنے کا مفہوم یہ ہے کہ کچھ بڑے ہی حسین و جمیل لوگ تھے، جو زیرِ زمین چلے گئے مگر وہاں بھی ان کے حسن نے چین نہیں لیا اور ان کا حُسن لالہ و گُل کی صورت میں زمین سے باہر آرہا ہے۔

آتش کے کہنے کا مفہوم یہ ہے کہ ہر پھول زرِ گُل لیے ہوتا ہے تو اس کی وجہ قارون کا سونے کا خزانہ ہے۔ اس صورتِ حال کو شعری اصطلاح میں صنعتِ حُسنِ تعلیل کا نام دیا جاتا ہے، یعنی شاعر نے زمین سے اپنی ہتھیلی میں زرِ گُل لیے پھولوں کے اُگنے کی جو وجہ بیان کی ہے وہ اصل وجہ نہیں مگر شاعر نے کیا خوب صورت وجہ بیان کی ہے، جس پر یقین کرنے کو جی چاہتا ہے۔

۵ غزل کے اشعار کی تشریح کے لیے دی گئی ہدایات اور نمونے کی تشریح کی روشنی میں درج ذیل شعروں کی تشریح کریں:

اُڑتا ہے شوقِ راحتِ منزل سے اسپِ عمر
مہمیز کہتے ہیں کسے اور تازیانہ کیا

طبل و عَلَم پاس ہے اپنے نہ ملک و مال
ہم سے خلاف ہو کے کرے گا زمانہ کیا

سرگرمیاں:

- کوئی خوش الحان طالب علم جماعت کے کمرے میں دُرست آہنگ کے ساتھ اس غزل کی بلند خوانی کرے۔
- تمام طلبہ آتش کی اس معروف غزل کو زبانی یاد کریں۔
- طلبہ "کلیاتِ آتش" یا انٹرنیٹ کی مدد سے ایک اور زبان زدِ خاص و عام غزل تلاش کر کے اپنی کاپی میں لکھیں۔ اس غزل کا مطلع ہے:

دہن پر ہیں ان کے گماں کیسے کیسے
کلام آتے ہیں درمیاں کیسے کیسے

اشاراتِ تدریس

۱۔ استاد آتش کی یہ غزل خود پڑھے اور طلبہ سے قافیے اور ردیف کی نشان دہی کرائے۔
۲۔ استاد طلبہ کو خواجہ حیدر علی آتش اور امام بخش ناسخ کی شاعرانہ چشمک سے بھی آگاہ کرے۔
۳۔ استاد طلبہ کو مقطع پڑھ کر سناتے ہوئے بتائیں کہ مقطع میں یہ اشارہ امام بخش ناسخ کی طرف ہے۔

NOT FOR SALE PCTB